افسوس! گذشتہ مہینہ ہمارے شبستان دارالعلوم دیوبند کے دو اور روشن چراغ بجھ گئے مولانا مفتی محمود احمد صاحب نانوتوی نانوتہ کے ایک اعلیٰ اور شریف خاندان کے فردِ فرید تھے تعلیم دیوبند میں پائی تھی ساداً حضرت شیخ الہند اور پھر حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری سے خاص استفادہ کیا اور ان سے تلمذ خصوصی کا تعلق رکھتے تھے۔ علم و فن کی پختہ استعداد و زہد و ورع اور اخلاق فاضلہ یہ تینوں اوصاف بزرگان دیوبند کے امتیازی کمالات تھے مفتی صاحب بھی انکے جامع تھے۔ لیکن انھوں نے فقہ اور حدیث کو اپنا خاص فن بنالیا تھا اور ان میں ان کی نظر بڑی دقیق اور غامض تھی۔ ایک عرصہ سے اجین میں قیام پذیر تھے۔ وہاں کی مسلم اور غیر مسلم آبادی کو انھوں نے اپنے علم و فضل اور کردار سے کس درجہ عقیدتمند بنالیا تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ جب ان کا جنازہ اٹھا ہے تو تنگیِ وقت کے باوجود کم و بیش پندرہ ہزار آدمی انکے جلوس میں تھے اور ان میں جن سنگھی بھی تھے۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے دیرینہ رکن تھے اور اس کی ہر ممکن خدمت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب سے عقیدت کیا انکے نام کے عاشق تھے۔ مجلس میں جب کبھی حضرت الاستاذ کا ذکر چھڑ جاتا تو دوسروں کی باتیں بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتے اور پھر جب خود بولنا شروع کرتے تو عالم ہی عجیب ہوتا جسکو سنکر دل و دماغ دونوں روشن ہو جاتے تھے رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

قاری حفظ الرحمٰن صاحب کم و بیش تیس برس سے دارالعلوم دیوبند میں درسِ تجوید و قراءت کی خدمت انجام دے رہے تھے اب ادھر ایک عرصہ سے اس شعبہ کے صدر تھے انڈو پاک کے قراء میں انکی شخصیت بڑی ممتاز اور نمایاں تھی۔ چنانچہ عام طور پر انہیں شیخ القراء کہا جاتا تھا اور واقعی وہ اسکے مستحق تھے۔ فن میں مہارت و بصیرت کے علاوہ قدرت نے آواز بھی ایسی پرسوز و گداز دی تھی کہ جہاں کہیں پڑھتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ لحنِ داودی کے نغمے برس رہے ہیں اور فضا سر تا پا سماعت بن گئی ہے۔ فالج میں کئی برس سے مبتلا تھے لیکن کام چل رہا تھا۔ آخر وقت موعود بھی آپہنچا اور ربابِ ہستی بے نغمہ و صوت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر ٹھنڈی رکھے اور مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے نوازے۔